جنرل مرزا اسلم بیگ *

ہماری قومی سلامتی کو لاحق خطرات

ہماری اجتماعی قومی زندگی کے ایسے عوامل جو ہماری قومی سلامتی پر اثرانداز ہوتے ہیں ان میں دفاع اور معاشرتی نفسیات (Psycho-social) ہماری قومی طاقت (National Power) کے انتہائی اہمیت کے حامل عناصر ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم ان عناصر کو مختصراً زیر بحث لائیں گے تا کہ جو خطرات لاحق ہیں ان کا تعین کر سکیں۔ یہ خطرات امریکہ اور بھارت کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک حد تک ان خطرات کا سبب ہم خود بھی ہیں۔

دفاع اور ترقی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کو حربی سازوسامان کی پیداوار کے میدان میں قابل ذکر کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں جن کی بدولت ہم ٹینک، گنیں، میزائل، جنگی بحری جہاز اور جے ایف تھنڈر جیسے ہمہ صفت طیارے بنا رہے ہیں جبکہ ایٹمی طاقت سے چلنے والی سب میرین کی تیاری کا کام جاری ہے۔ ہماری زمینی فوج نے ضرورت کے حربی سازوسامان اور گولہ بارود تیار کرنے کی 90 فیصد تک خودانحصاری حاصل کر لی ہے۔ اس طرح 1990 سے لے کر اب تک پاکستانی فوج کو 40 دن سے زائد تک جنگ لڑنے کی بھرپور صلاحیت حاصل ہے جبکہ بھارت کو بمشکل دس دنوں سے زیادہ جنگ لڑنے کی صلاحیت حاصل نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھارت ایک عالمی طاقت بننے کے خواب دیکھ رہا ہے لیکن ایسی طاقت بننے کے اہداف حاصل کرنے کیلئے اسے ابتدائی سطح کی ناکامیوں کا سامنا ہے۔ اس حوالے سے حال ہی میں ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے:

بھارتی مسلح افواج نے ملکی سطح پر تیار کئے جانے والے طیاروں اور ٹینکوں کو ناقابل بھروسہ قرار دے

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

کرانہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تینوں فورسز کی جانب سے کہا گیا ہے کہ ملٹی رول لائٹ ایڈوانس طیارے تیجا کے ایڈوانس ورژن کا استعمال ملکی دفاع سے مذاق کرنے کے مترادف ہوگا۔ جبکہ انڈین آرمی نے ملکی سطح پر تیار کئے جانے والے ارجن ٹینک کو بھی سروس میں لینے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

فوج نے گذشتہ ہفتے ابتدائی طور پر (FRCVs) 1770 ٹینکوں کے حصول کیلئے عالمی اسلحہ ساز اداروں کو ابتدائی ٹینڈر جاری کیے لیکن ناکام رہے۔ دوسری جانب بھارتی فضائیہ 114 سنگل انجن والے طیاروں کے حصول کی کوششوں میں بری طرح ناکام ہے۔

اسی طرح بھارتی وزارت دفاع کی دفاعی پیداوار میں خودانحصاری حاصل کرنے کی پالیسی بھی ناکام ہے۔ اس پالیسی کے تحت بھارت کی دفاعی اسلحہ ساز کمپنیوں کو عالمی اسلحہ ساز کمپنیوں کے اشتراک سے جدید اسلحہ سازی کا نظام اور تکنیک کی منتقلی بھی ممکن نہ ہوسکی ہے۔

فوج اور فضائیہ کیلئے یہ سب تکلیف دہ بات ہے۔ ایک طرف تو دفاعی بجٹ ان منصوبوں کی مالیت کے مقابلے میں بہت کم ہے اور دوسری جانب پہلے سے واجب الادا ادائیگیوں کی اقساط کیلئے بھی خطیر سرمایہ چاہئے۔ فضائیہ کیلئے سنگل انجن والے لڑاکا طیاروں کا منصوبہ جو سویڈن کے گریپن ای (Gripen-E) اور امریکہ کے ایف 16 طیارے کی طرح ڈاگ فائٹ کے ماہر ہیں انکی لاگت 1.15 لاکھ کروڑ روپے ہے۔

بری فوج اس وقت تک 118 ارجون مارک 2 ٹینک لینے پر رضامند نہیں ہے جب تک 6,600 کروڑ روپے کی لاگت سے تیار ہونے والے یہ ٹینک عملی مظاہرے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ایف آر سی وی (FRDV) کا منصوبہ کامیاب ہوتا ہے تو ایف ایم بی ٹی (FBMT) منصوبہ اپنی موت خود مر جائے گا۔ بھارتی دفاعی پیداوار کی لابی بے تحاشہ وقت اور پیسہ صرف کر کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے مگر نتیجہ منفی نکلتا ہے۔ ایک لیفٹیننٹ جنرل کے مطابق کیا خودانحصاری کے نام پر عسکری تیاریوں کو قربان کیا جا رہا ہے۔

بھارتی فضائیہ کے بقول تیجا طیارے کو جنگ کیلئے حتمی تیاری کرنے میں ابھی وقت لگے گا تب ہی یہ طیارہ آئندہ تین دہائیوں کی ضروریات کیلئے کارآمد ثابت ہوگا۔ تاہم محدود رینج اور اسلحہ اٹھانے کی صلاحیت کی وجہ سے تیجا بھارتی فضائیہ کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ ایک آفیسر کا کہنا ہے کہ یہ طیارہ امریکی ایف 16 اور سویڈش گریپن طیاروں کے مقابلے میں صرف پچاس فیصد صلاحیت رکھتا ہے اور دشمن کے مقابلے میں دیگر طیاروں کی حفاظت میں ہی پرواز کرسکتا ہے۔ پاکستان اور چین کی جانب سے مشترکہ

خطرے سے نمٹنے کیلئے 42 کے مقابلے میں کم از کم 33 جنگی سکواڈرن کی بھارتی فضائیہ کو ضرورت ہے اور جب تک تیجا مارک ٹو (Teja Mark II) حقیقت کا روپ نہیں دھارتا طاقت کا توازن قائم رکھنے کیلئے سنگل انجن والے لڑا کا طیارے انتہائی ضروری ہیں۔

بلاشبہ بھارت مسلح افواج میں پائی جانے والی شدید کمزوریوں کے مسائل سے دوچار ہے جنہیں دور کرنے کیلئے اسے کافی وقت درکار ہے۔فی الوقت بھارت Strategic Defence Partnership کے طفیل امریکہ سے چند مخصوص ہائی ٹیک اسلحہ اور عسکری سازوسامان حاصل کر کے وقتی طور پر پاکستان پر سبقت لے جانے کی کوشش کرے گا خصوصا سائبر اور الیکٹرونک وارفیئر کے نظام کو اپنا کر برتری حاصل کر سکتا ہے جس کیلئے اسٹریٹیجک ڈیفنس پارٹنرشپ کے دیگر ممبران سے بھی اسے امداد حاصل ہوگی جن میں اسرائیل آسٹریلیا اور برطانیہ شامل ہیں۔پاکستان کو اس معاملے پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے بلکہ حاصل شدہ صلاحیت میں مزید بہتری لانے کی سعی کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اسٹریٹیجک پارٹنرشپ کے ممبر ممالک کی مدد سے بھارت اپنی کمزوریوں پر جلد ہی قابو پالے گا۔

معاشرتی ونفسیاتی عدم توازن

1947 میں اعتدال پسند (Moderate) مسلمانوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا کہ جس کا نظام حکومت جمہوری ہوگا جو قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی ہوگا۔ بعد میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے 1973 کے آئین میں اس بات پر مہر ثبت کر دی تھی لیکن اس بڑے کام کی پاداش میں جلد ہی چار اے (4As)(امریکہ آرمی عدلیہ اور اتحادیوں) کے ناپاک گٹھ جوڑ نے انہیں اور جمہوریت دونوں کو منظر سے ہٹا دیا۔اس کے بعد 2007 میں اس وقت معاملات بدترین شکل اختیار کر گئے جب امریکہ نے پاکستانی قوم کے نظریات کو تبدیل کرنے کیلئے 1.5 بلین ڈالر کی خطیر رقم مختص کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہماری قوم زیادہ تر سیکولر یا لبرل نظریات کی حامل ہو چکی ہے۔اس کے سبب معاشرے میں نفسیاتی سرکشی پیدا ہوئی ہے جو ایک خطرناک صورت حال ہے۔ کچھ اسی قسم کی صورت حال 1965 میں انڈونیشیا میں بھی پیدا ہوئی تھی جس نے خانہ جنگی کی صورت اختیار کر لی تھی۔

امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف سانحہ نائن الیون کے بعد پہلی صلیبی جنگ شروع کی جس میں افغانستان ،عراق، لیبیا، صومالیہ، شام اور یمن جیسے مسلمان ممالک کو تباہ کر دیا گیا۔اب صدر ڈولڈ ٹرمپ اپنی

مندرجہ ذیل گمراہ کن منطق کے تحت دوسری صلیبی جنگ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں:

''اسلام ایک متعدی کینسر ہے جو دنیا کے ایک بلین سات سوملین لوگوں کے دلوں میں پھیل چکا ہے اور ہمیں اس کا ویسے ہی خاتمہ کرنا ہے جیسا کہ ہم نے کیمونزم اور نازی ازم کا کیا تھا۔ یاد رہے کہ ہم کسی فرقے کی بات نہیں کر رہے بلکہ ہمارے مخاطب من حیث القوم تمام مسلمان ہیں۔''

ٹرمپ کے قومی سلامتی کے مشیر جنرل فلن (General Flynn) کا یہ نظریہ ہے جو اب ٹرمپ انتظامیہ کا حصہ نہیں ہیں اور انہیں روس سے تعلقات کے شبے میں فارغ کر دیا گیا ہے۔

ٹرمپ کا اپنے ایشیائی محور کا حالیہ 9روزہ دورہ اسی اسٹریٹیجی کا جائزہ لینے اور یقین دہانی حاصل کرنے کیلئے تھا کہ اس منصوبے پر عمل درآمد کیلئے کس طرح پہلے لبنان کو نشانہ بنایا جائے اور جنگ کے دائرے کو وسیع کرتے ہوئے جزیرہ نما عرب کے اردگرد ایرانی اثرورسوخ کو ختم کر دیا جائے۔ اس کاروائی کا اہم مقصد اسلام کے خطرے کو ہمیشہ کیلئے دفن کرتے ہوئے مشرق وسطی کے نقشے کو ازسرنو مرتب کرنا ہے۔ اگرچہ شرمناک پسپائی کے بادل امریکہ کے سر پر منڈلا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے جارحیت کے مرکز کو محفوظ بنانے کیلئے افغانستان پر کنٹرول برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس فتنے کو وسعت دے کر افغانستان کو داعشتان بنا کے تمام علاقائی ملکوں کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

پاکستان کو گذشتہ تین دہائیوں سے کثیر الجہتی چیلنجز کا سامنا رہا ہے لیکن حکمرانی اور فیصلہ سازی کے عمل کی خرابیوں کے باوجود پاکستان سیاسی لحاظ سے مستحکم ہے اور قومی ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں۔ اب پاکستانی قوم کی نظریں 2018 کے انتخابات پر ہیں جن سے ملک میں جمہوری نظام مضبوط ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر مناسب مقام حاصل ہے جس کی بنیاد جارحیت نہیں بلکہ سیاسی و اقتصادی روابط ہیں جو اس دور کا مضبوط ترین اور کارگر ہتھیار ہے اور پورے خطے کو بغیر جنگ لڑے پرامن فضاؤں میں سانس لینے کا ماحول فراہم کرتا ہے۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی نفسیاتی سرکشی ہماری اپنی پیدا کردہ ہے جس کے تدارک کیلئے ایک مضبوط معاشرتی اصلاحی نظام کی ضرورت ہے تاکہ صورت حال کو ابتری کی جانب جانے سے روکا جا سکے۔ یہ جمہوری نظام کہ جس کی شکل وصورت ہم نے اپنے ہی ہاتھوں بگاڑ لی ہے اگر قائم رہا اور چلتا رہا تو فلاح کے راستے نکل آئیں گے۔